بجٹ کے بعض غیر اسلامی اور تاریک پہلو

قومی اسمبلی میں نئے بجٹ پر
شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ
کی تقریر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب اسپیکر صاحب! نئے بجٹ پر کوئی مفصل تبصرہ کرنا مقصود نہیں۔ اعداد و شمار اور حساب و کتاب کے اس فن کیلئے الگ لوگ ہیں۔ مگر دینی اور اسلامی نقطۂ نظر سے چند ضروری وضاحت پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ نئے بجٹ پر مختصر تبصرہ کرتے ہوئے اس کی چند خامیوں پر گفتگو کرنے سے قبل میں ضروری سمجھتا ہوں کہ کچھ اچھے پہلوؤں کی تحسین ہو۔ ملک کے غیر معمولی حالات اور جن بحرانوں سے ہم گزرتے جا رہے ہیں۔ اور جس غیر یقینی کیفیت سے ہم دوچار ہو گئے ہیں۔ اس کی بناء پر بجٹ سے قبل لوگوں کو بڑے خدشات تھے۔ مختلف افواہیں تھیں۔ ایسے تشویشناک حالات میں جو بجٹ سامنے آیا۔ اس سے مجموعی حیثیت سے لوگوں نے کچھ اطمینان کی سانس لی۔ نئی چیزوں پر ٹیکس نہ لگانا محدود آمدنی والے طبقے کی قابل ٹیکس آمدنی کی حد ۲ ہزار سے بڑھانا یہ چند ایسی باتیں ہیں۔ کہ بجٹ موجودہ حالات کے تقاضوں سے ایک حد تک ہم آہنگ ہے۔ یہ کہنا تو انتہا پسندانہ ہے کہ بجٹ تمام خامیوں سے پاک ہے لیکن بجٹ میں کچھ اچھے فیصلے بھی کئے گئے ہیں۔

معاشی خوشحالی اور معاشرہ کی اخلاقی اور دینی اصلاح کا باہمی تعلق

مگر بدقسمتی سے ہماری اچھی پالیسیوں کا بھی اگر خاطر خواہ نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا۔ اور یہ بجٹ بھی خوشگوار اثرات مرتب نہ کر سکا۔ تو اس کی وجہ بھی وہ بنیادی خرابیاں ہوں گی۔ جو معاشرہ کے نہ صرف عوام بلکہ خود برسر اقتدار

طبقہ بھی اس میں ملوث رہتا ہے۔ چوری، اسمگلنگ، بلیک مارکیٹ، ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ اور دولت کے حصول کی ہر جائز و ناجائز خواہشات کی تکمیل اور ہوس زد پورے معاشرے کو حکومت ہی کی نگرانی اور سرپرستی میں پورے معاشی نظام کو کھائے جا رہا ہے۔ جب تک معاشرے سے ان بنیادی خرابیوں کا قلع قمع نہیں کیا جائے گا۔ ہماری معاشی اصلاح اور عوامی خوشحالی کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ معاشیات و اخلاق کا باہمی گہرا ربط اور تعلق ہے۔ اخلاق کی تربیت نفس کی تطہیر دل کی پاکیزگی اور خوف خدا و محاسبہ آخرت ہی سے معاشیات سدھر سکتے ہیں۔ اس لئے اسلام نے مساوات سے زیادہ مواسات پر زور دیا۔ معاشرہ کی اصلاح کے نتیجہ میں کئی صدیاں ایسا دور رہا کہ ملک میں زکوٰۃ قبول کرنے والا کوئی نہیں مل سکتا تھا۔

ہر شہری کو بنیادی ضروریات کی فراہمی حکومت کا بنیادی فرض ہے۔

جہاں تک عوامی خوشحالی اور روٹی، کپڑا، مکان، بنیادی اشیائے صرف کی فراہمی کا تعلق ہے۔ اسلام نے اسے ایک اسلامی حکومت کا بنیادی فرض قرار دیا ہے۔ اس بارہ میں ریاست کی کفالت عامہ ایک مستقل ذمہ داری ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا تھا کہ لو مات الکلب علی شط الفرات لکان عمر مسئولاً عنہا۔ اور عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا تھا کہ کسی خارش زدہ اونٹ کو مالش کی دوائی نہ مل سکی۔ تو خدا مجھ سے باز پرس کرے گا۔ اس مسئولیت اور ذمہ داریوں کو ہم پچھلے ۲۵ سال سے فراموش کرتے رہے۔ تو نتیجہ سامنے آیا کہ ۲۶ سال گزر گئے۔ مگر ہماری ۷۵/۷۶ فیصد آبادی اب بھی تعلیم، علاج، روشنی، پانی جیسی بنیادی ضروریات سے محروم ہے۔ یہ صرف دیہات کی بات ہے۔ شہری علاقے بھی غربت، افلاس اور مہنگائی کے ہاتھوں نالاں ہیں۔ مزدور آج بھی نان جویں کیلئے ترستا ہے۔ ہمارے محترم وزیر خزانہ نے بنیادی اشیاء صرف، چینی، گھی، آٹا وغیرہ کی قیمتوں کے استحکام کا ذکر کیا ہے۔ مگر یہ بات واقعات کے مطابق نہیں۔ عوام کی قوت خرید سلب ہوتی جا رہی ہے۔ قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ ملک کا اکثر حصہ اب بھی ایسا ہی پسماندہ ہے۔ جیسا کہ ۱۹۴۷ء سے قبل رہا۔ مثال کے طور پر میں اپنا ہی حلقہ انتخاب پیش کرتا ہوں۔ ضلع پشاور کی تحصیل نوشہرہ چھ سات لاکھ انسانوں اور سینکڑوں مربع میل میں پھیلا ہوا ہے۔ مگر یہاں تک کہ بعض مقامات، پانی تک سے محروم ہیں۔ دس دس میل سے ایک چھوٹی سی ڈسپنسری میں آنا پڑتا ہے۔ علاقہ نظام پور اور چراٹ سے لیکر خیر آباد تک پہاڑی سلسلہ معدنیات کے خزانے سے محروم ہے۔ مواصلات نہیں، ورنہ ایسے دشوار گزار علاقوں میں صنعتیں قائم کر کے روزگاری

> میرے حلقہ انتخاب کی حالت ۱۹۴۷ء سے قبل جیسی ہے

وعزبت کا علاج کیا جاسکتا تھا۔ اس لحاظ سے ہم دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں موجودہ بجٹ سے بھی مایوسی ہوتی ہے۔ کہ ایسے علاقوں کی تقدیر کے دن کب بدلیں گے۔

اسلام نے اپنی معیشت کی بنیاد عدل و انصاف کے ساتھ کفایت شعاری اور میانہ روی پر رکھی ہے۔ "الاقتصاد نصف المعیشۃ" عربی مقولہ ہے کہ ضرورت کی جگہ پر ضرور خرچ کیا جائے۔ اور بیجا ایک پیسہ بھی خرچ نہ ہو۔ تعیشات اور اسباب تعیش کی فراوانی اور ان پر بیجا اخراجات جبکی موجودہ بجٹ میں بھرمار ہے۔ معاشیات درست نہیں ہو سکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن چند اور باتوں کے علاوہ اس بات کا جواب دیئے بغیر کسی کو اپنی جگہ سے ہلنے کی اجازت نہ ہوگی۔ جب تک اس سے اس کے مال کے ذرائع خرچ کا نہ پوچھ لیا جائیگا۔ لا تزال قدما ابن آدم (الحدیث)

سادگی، کفایت شعاری نہ کہ عیاشی اور مسرفانہ زندگی

حضرت عمرؓ کی مجلس میں جب وہ دفتر کے سرکاری کام میں مصروف تھے ایک ملاقاتی آیا۔ آپ نے چراغ بجھا دیا۔ جب وہ جانے لگا تو پھر چراغ روشن کیا۔ اس نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ چراغ میں تیل بیت المال کا ہے۔ آپ نجی کام میں مجھ سے ملنے آئے تھے۔ تو اس وقت اس تیل کو خرچ کرنا بددیانتی ہوتی۔ اس لئے میں نے چراغ بجھا دیا۔ اور اب دوبارہ سرکاری کام کے لئے روشن کر دیا۔ مگر ہماری کفایت شعاری اور اقتصاد کی حالت یہ ہے۔ کہ ملک جب متحد اور سالم تھا۔ تو اخراجات چار ارب تھے۔ اب یہ بڑھ کر سات ارب چار کروڑ ہوگئے۔ کیونکہ کثیر سرمایہ سامان تعیش اعلیٰ سے اعلیٰ زنجیر، ٹی وی، سامانِ زینت پر تکلف مسرفانہ اشیاء کی درآمد آئے دن کے جشنوں اور بڑی بڑی بھاری تنخواہوں پر خرچ ہو رہا ہے۔ اور کچھ بجٹ میں سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے دیگر مراعات یافتہ طبقوں کی وجہ سے مصارف بڑھ گئے۔ سوشلزم اور عوامی نعروں کے باوجود عام آبادی کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔

بجٹ اور سودی نظام | ہمارے بجٹ اور معاشیات کی دوسری بڑی خرابی وہ سودی نظام ہے جسے نہ صرف یہ کہ بجٹ میں قائم بلکہ اور مستحکم کیا گیا ہے۔ سودی نظام کے بارہ میں خدا کا اعلان جنگ ہے "فأذنوا بحرب من اللہ ورسولہ"۔ حضورؐ نے آخری خطبہ میں اسے اپنے قدموں سے پامال کرنے کا اعلان کیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ سودی معاشیات کا نتیجہ بالآخر بربادی ہے۔ یمحق اللہ الربوٰا۔ امریکہ اور برطانیہ کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ برطانیہ جزیرہ میں سودی نظام کی وجہ سے سمٹ کر رہ گیا ہے۔ امریکہ اقتصادیات میں ساری دنیا کا ٹھیکیدار تھا۔ مگر آج اس کے ڈالر کے بحران کی وجہ سے ساری دنیا مالیاتی بحران میں مبتلا ہے۔ اس لئے سودی نظام سے جلد از جلد خلاصی ضروری ہے۔ اور حنیف رامے بجٹ

کو اس سے پاک کرنا ضروری تھا۔

بجٹ اور شراب | جب ہم بجٹ پر سرسری نگاہ ڈالتے ہیں۔ تو بہت سی چیزیں محاصل و مصارف کی ضمن میں ایسی نظر آتی ہیں: جو اسلام کی رو سے قطعاً ناجائز اور ناقابل برداشت ہیں۔ ایسے آمد و خرچ سے معاشرہ سنبھلتا نہیں بگڑتا ہے۔

بجٹ میں شراب بھی موجود ہے۔ پرسوں جناب وزیر محنت نے میرے ایک سوال کے جواب میں کہا تھا کہ شراب کی درآمد پر ۴ کروڑ ۱۷ لاکھ روپے کا زرمبادلہ خرچ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ شراب پر سیاحوں کی وجہ سے دس سال تک مکمل پابندی لگانا مشکل ہے۔ ملک کے اندر شراب سے ہزاروں روپے ٹیکس لے کر پورے معاشیات کو اس ام الخبائث کی وجہ سے پلید اور بے برکت بنا دیتے ہیں۔ دوسری طرف تقریباً ۵ کروڑ شراب کے زرمبادلہ پر خرچ کر دیتے ہیں۔ ہمیں سیاحت کو فروغ دینا ہے۔ مگر شرابوں کی سیاحت سے نہیں۔ جو پورے ملک اور معاشرے کو برباد کر دیں گے۔ لیبیا کے مرد مجاہد کرنل قذافی نے ان مصلحتوں کو نہیں دیکھا۔

بجٹ اور خاندانی منصوبہ بندی | ہم نے خاندانی منصوبہ بندی کیلئے بجٹ میں ساڑھے تین کروڑ روپے رکھے ہیں۔ ہم بار بار کہتے ہیں کہ یہ دولت نہ صرف نتائج کے لحاظ سے بلکہ شرع کی رو سے بالکل ناجائز خرچ کی جا رہی ہے۔ خدا کی شان رزاقیت کو چیلنج دے کر افراد کی قوت کو گھٹا کر ہم خدا کے غضب کو دعوت دے رہے ہیں۔ پھر خدا ایسی قوموں کی منصوبہ بندی خود کر لیتے ہیں۔ ہم نے خاندانی منصوبہ بندی سے فحاشی اور حرامکاری کو بڑھایا۔ مگر آبادی گھٹانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ادھر خدا کے غضب نے ہماری نصف آبادی مشرقی پاکستان کی ہم سے کاٹ دی۔ یہ قدرت کی منصوبہ بندی تھی۔ اس لئے بجٹ کا یہ مدائم ضروریات پر خرچ کرنا چاہیئے۔

جوا پیشہ ور طوائف اور ثقافتی طائفے | ہمارے بجٹ میں جوا کو گھوڑ دوڑ کے نام سے ترقی دی جا رہی ہے۔ پیشہ ور طوائف پر ثقافت کے نام سے لاکھوں روپیہ لگایا جا رہا ہے۔ ہمیں ثقافتی طائفوں کے تبادلہ کے نام لاکھوں روپے کا زرمبادلہ لگانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ملک کی اکثریت بھوکی ننگی ہو اور ہم رقص و سرود ناچ گانے اور فحاشی پر آرٹ، کلچر اور ثقافت کے نام سے لاکھوں روپے لگائیں۔ تو اس سے بڑھ کر ستم ظریفی کیا ہو سکتی ہے۔ ہماری اسلامی مملکت کے بجٹ سے شراب، جوا اور سارے منکرات کے اخراجات معدوم ہونے چاہیئے تھے جن کے بارے میں خدا کا ارشاد ہے: "انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ"

بجٹ اور اسلامی تعلیم و تبلیغ دینی تربیت ایک بہت بڑی خامی جو ہمارے ملک کے بجٹ پر بدترین اور بدنما داغ ہے۔ اور جو اس ملک کے قیام کے وقت کے وعدوں اور مقاصد سے غداری ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اسلامی تعلیم دینی تربیت اور اسلامی اقدار کے فروغ پر کوئی بھی کما حقہٗ توجہ نہیں دی گئی ہے۔ تعلیم کے طویل باب میں ہمیں اسلام کی تعلیم اور تبلیغ کے لئے کوئی رقم مختص نظر نہیں آرہی۔ یہ ایک اہم ترین قومی اور نظریاتی ضرورت تھی۔ کہ بجٹ کا آدھا نہیں۔ تو ایک تہائی حصہ اسلامی تعلیم کے لئے مختص ہونا ضروری تھا۔ بجٹ میں آرٹس کونسل جن کا کام رقص و سرود کی ترویج ہے۔ کیلئے تو لاکھوں روپے رکھے گئے۔ عہد جاہلیت کے آثار کے لئے عجائب گھر ہیں۔ جن پر لاکھوں روپے لگائے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ بدھ مت کے تہذیبی آثار کے لئے بھی ہم نے ۲۳ لاکھ روپے رکھے ہیں۔ مگر اسلام کی غربت کا یہ عالم ہے۔ کہ ملک کے اندر تبلیغ و تعلیم اسلام کا کما حقہٗ انتظام نہیں۔ تو بیرون ملک اسلام کی تبلیغ کے نام جو زرمبادلہ دیا بھی جا رہا ہے۔ تو عموماً اس سے وہی فرقہ نوازا جاتا ہے۔ جو مسلمانوں اور عالم اسلام کے چودہ سو سالہ عالمگیر اخوت اور اتحاد کیلئے ضرب کاری بنا ہوا ہے۔ پاکستان کا

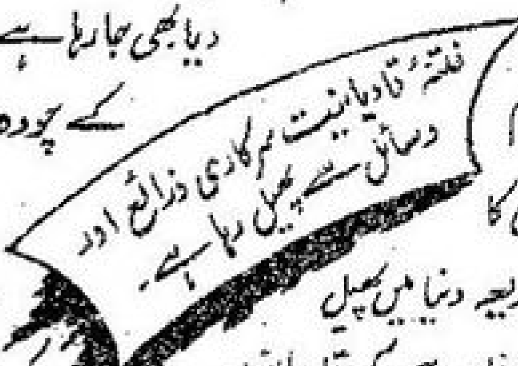

فتنۂ قادیانیت ہماری سرپرستی کی وجہ سے اور مالی وسائل کے ذریعہ دنیا میں پھیل رہا ہے —— ہم وثوق سے کہتے ہیں اور اس میں ملک کا مفاد ہے۔ کہ قادیانیوں کے رشتے اسرائیل اور بھارت سے ملے ہوئے ہیں۔ میں نے یہ سوالات باقاعدہ اسمبلی میں داخل کئے تھے۔ جنہیں مسترد کر دیا گیا۔ اقلیت قرار دینے کے بارے میں میری قرارداد کو خلاف ضابطہ قرار دیا گیا۔

ہمارے ملک کو جو معاشی بحران کا سامنا کرنا پڑا۔ مشرق و مغرب میں اقتصادی لحاظ سے نفرت بڑھ گئی اس میں اس منصوبہ بندی کا اہم حصہ تھا جس کا سربراہ ہم نے ایک مرزائی ایم ایم احمد کو بنایا۔ اور آج یہی لوگ ہماری افواج تک پہ قابض ہیں۔

الغرض کفر و ارتداد کے پھیلانے میں ہمارا سرمایہ اور وسائل تو خرچ ہو سکتے ہیں —— (یہاں قادیانیت کا مسئلہ زیر بحث آیا تھا۔ کہ سپیکر صاحب نے تقریر کا سلسلہ سختی سے منقطع کرا دیا —— اور حضرت شیخ الحدیث صاحب کو اپنی تقریر ختم کرنی پڑی)

دورۂ تفسیر خانپور

مدرسہ مخزن العلوم خانپور میں یکم شعبان سے حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہٗ شاہ ولی اللہؒ کے طرز فکر پہ دورۂ تفسیر کا آغاز فرما دیں گے حسب سابق طلبہ کے قیام و طعام وغیرہ کا انتظام مدرسہ کرے گا۔ فراغت پر سند فراغت دی جائے گی۔ (شفیق الرحمٰن درخواستی ناظم مدرسہ ہذا)